۲۶۔ بابِ سلام وآداب

ہر مسلمان کو سلام کہو چاہے تم اُسے جانتے ہو یا نہ جانتے ہو۔ اگر تم کسی کو سلام کرو اور وہ تمہیں سلام کا جواب نہ دے تو اُس کے بارے میں بُرا مت سوچو بلکہ اپنے آپ کو باور کراؤ: ''شائد اُس نے سُنا نہ ہو، یا شائد اُس نے جواب دیا ہو اور میں نے ہی نہ سُنا ہو۔''

جب اپنے گھر میں داخل ہو تو اپنے اہلِ خانہ کو سلام کہو اور جب مسجد یا کسی خالی مکان میں داخل ہونے لگو تو کہو:

'السلام علینا و علیٰ عباداللہ الصالحین'۔

ترجمہ: سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

سلام میں ہمیشہ پہل کرنے کی کوشش کرو۔ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا: 'جب مسلمان باہم ملیں تو سلام کہنے میں پہل کون کرے؟' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: 'وہ جو (ان میں سے) اللہ سے زیادہ محبت کرتا ہو'۔ اور ایک دوسری حدیثِ پاک میں فرمایا کہ سوار پیدل کو، کھڑا ہوا شخص بیٹھے ہوئے کو، جوان بوڑھے کو اور چھوٹا گروہ بڑے گروہ کو سلام کہے۔

یہ بات بھی آداب میں شامل ہے کہ جب کوئی چھینک کے بعد اللہ کا شکر ادا کرے یعنی 'الحمد للہ' کہے تو تمہیں کہنا چاہیے: یرحمك اللہ (اللہ تم پر رحم کرے)۔

اور اگر چھینکنے والا اللہ کا شکر ادا کرنا بھول جائے تو تم 'الحمد للہ' کہہ کر اُسے یاد دلا دو۔

ایک بات اور، اپنے گھر کے سوا کسی گھر میں بھی بلا اجازت داخل مت ہو۔ اگر کسی کے گھر جاؤ اور تین بار پوچھنے پر بھی اندر سے جواب نہ آئے تو واپس لوٹ جاؤ۔ جب کوئی مسلمان بھائی تمہیں پکارے تو 'لبیك' یعنی 'حاضر ہوں' کہہ کر اُسے

جواب دو۔ اگر وہ تمہیں کھانے پر مدعو کرے اور کوئی جائز عذر مانع نہ ہو تو اُس کی دعوت قبول کر لو۔ اگر کوئی تمہارے سامنے کچھ کرنے کی قسم کھالے تو اسے اپنی قسم پوری کرنے کی مہلت دو بس یہ کہ وہ گناہ کا کوئی کام نہ ہو۔ اللہ کا واسطہ دے کر کسی سے کچھ نہ مانگو لیکن اگر کوئی تم سے مانگ لے تو اس کی حاجت ضرور پوری کرو۔

بیمار کی عیادت کرو، جنازے میں شرکت کرو اور حسبِ توفیق اپنے مسلمان بھائیوں سے ملنے جایا کرو۔ ان سے ملو تو ہاتھ ملایا کرو، ان سے ان کی، ان کے اہلِ خانہ اور اعزا و اقربا کی خیریت دریافت کیا کرو تاکہ ان میں سے کوئی بیمار ہو تو تم عیادت کو جاسکو۔ اور اگر ہو سکے تو ان کے جائز کاموں میں ضرور ان کی مدد کرو۔ اگر مدد نہ کر سکو تو ان کے لیے دعا کر دیا کرو۔

تمام مسلمانوں کے بارے میں حُسنِ ظن کا مظاہرہ کرو، ان کے بارے میں اچھا سوچو، ان میں سے کسی کے بارے میں بھی سُوئے ظن یعنی بُرا گمان مت رکھو۔ حضور ﷺ نے فرمایا: 'دو خصلتوں سے بڑھ کر کوئی اچھی خصلت نہیں: ایک ؛ اللہ کے بارے میں حُسنِ ظن اور دوسرے؛ اس کے بندوں کے بارے میں حُسنِ ظن رکھنا۔ اور دو خصلتوں سے بڑھ کر کوئی بُری خصلت نہیں: ایک: اللہ کے بارے میں سوئے ظن اور دوسرے اس کے بندوں کے بارے میں سوئے ظن یعنی بُرا گمان رکھنا۔' مسلمانوں کے بارے میں حُسنِ ظن سے مراد یہ ہے کہ ان کے کسی بھی قول یا فعل کو جسے اچھا قرار دیا جا سکتا ہو اس کے بارے میں بُرا گمان مت رکھو۔ اگر تمہیں ان کے کسی قول یا فعل کا اچھا جواز نہ مل سکے مثلاً وہ کسی گناہ کے کام میں ملوث ہوں تو اس پر ان کو ملامت کرو تاہم اس بات پر بھی یقین رکھو کہ ان کا ایمان بالآخر انہیں برے کاموں سے روکنے میں کامیاب ہو جائے گا اور انہیں ندامت کا احساس دلائے گا۔

مسلمانوں کے بارے میں سوئے ظن کا مطلب ہے ان کے بہ ظاہر اچھے قول یا فعل کو بھی بُرا گردانا جائے۔ مثال کے طور پر تم کسی مسلمان کو کثرت سے نماز پڑھتے ہوئے، صدقہ دیتے ہوئے اور تلاوتِ قرآنِ پاک کرتے ہوئے دیکھ کر یہ خیال کرو کہ وہ یہ سب دکھاوے کی غرض سے، دولت کے لالچ میں اور سماجی حیثیت کے لئے کر رہا ہے۔ ایسی بُری سوچ انہی افراد کے ساتھ مخصوص ہے جو اندر سے بُرے ہوتے ہیں یا جو منافق ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ منافقین کے بارے میں فرماتا ہے:

الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ

ترجمہ: وہ جو عیب لگاتے ہیں ان مسلمانوں کو کہ دل سے خیرات کرتے ہیں۔(۹:۷۹)

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: 'اللہ کو اس قدر (زیادہ) یاد کرو کہ منافقین کہیں کہ تم دکھاوا کر رہے ہو'۔

کثرت سے دعا کیا کرو اور اپنے لیے، اپنے عزیز و اقارب کے لیے، اپنے دوستوں کے لیے اور دوسرے تمام مسلمانوں کے لیے مغفرت طلب کیا کرو کیونکہ کسی مسلمان بھائی کے لیے اس کی غیر موجودگی میں کی گئی دعا قبول ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'کچھ دعائیں ایسی ہیں کہ ان کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا: '(جیسا کہ)مظلوم کی دعا اور ایک مسلمان بھائی کی غیر حاضری میں اس کے لیے کی گئی دعا'۔آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے: 'جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لیے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے: ''آمین، تمہارے لیے بھی ایسا ہی ہو''۔ حضرت میمون بن مہرانؒ نے فرمایا: 'جس نے ہر فرض نماز کے بعد اپنے والدین کے لیے مغفرت کی دعا کی اُس نے گویا اللہ کے اس فرمان کے مطابق ان کے شکر کا حق ادا کر دیا:

أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ

ترجمہ: حق مان میرا اور اپنے والدین کا۔ (۱۴:۴۱)

روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ جو کوئی مومن مردوں اور عورتوں کے لیے دن میں ستائیس بار استغفار کرتا ہے اس کا شمار ان ہستیوں میں ہونے لگتا ہے جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، جن کے ذریعے لوگوں کو رزق ملتا ہے، جن کے توسل سے بارشیں ہوتی ہیں اور یہ سب اوصاف دراصل اولیااللہ میں پائے جاتے ہیں۔

یاد رکھو مسلمانوں کے ایک دوسرے پر بہت حقوق ہیں۔ اگر تم ان کو احسن طریق سے ادا کرنا چاہو تو اپنے بھائی کی موجودگی اور غیر موجودگی، ہر دو صورتوں میں، ان سے حسنِ سلوک کرو اور ایسا حسنِ سلوک جو تم ان سے توقع کرتے ہو۔ اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرو (اس کی مخالفت کرو)، اپنے دل کو قائل کرو کہ وہ دوسرے مسلمانوں کے لیے بھی ہر وہ بھلائی چاہے جو وہ اپنے لیے چاہتا ہے اور ان کے لیے بھی ہر اس برائی کو ناپسند کرے جو وہ اپنے لیے ناپسند کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: 'تم میں سے کوئی ایمان نہ لایا جب تک وہ اپنے (مسلمان) بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے کرتا ہے'' اور پھر یہ بھی فرمایا: 'مسلمان باہم ایک عمارت کی طرح ہیں جس کا ہر ایک حصہ دوسرے حصے کو سہارا دیتا ہے اور ایک جسم کی طرح جس کا کوئی ایک عضو تکلیف میں ہو تو سارے اعضا تکلیف محسوس کرتے ہیں'۔

حضرت یحیٰ بن معاذؒ نے فرمایا: 'اگر تم کسی مسلمان کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے تو اس کو ضرر بھی تو نہ پہنچاؤ، اگر تم ان کو خوش نہیں کر سکتے تو ان کو دکھ بھی تو نہ دو اور اگر تم ان کی تعریف نہیں کر سکتے تو ان کو برا بھلا تو مت کہو'۔ سیّدی حضرت (غوث الاعظم) شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ارشاد ہے: 'حق کے ساتھ ایسے رہو جیسے کوئی مخلوق (موجود) نہ ہو اور مخلوق کے ساتھ یوں رہو کہ انا (نفس) کا وجود ہی نہ ہو'۔ ہمارے اسلاف میں سے کسی بزرگ نے یہ بھی فرمایا: 'لوگ (دو حالتوں

میں سے ایک میں ہوتے ہیں یعنی) یاتو وہ تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں یا اس سے محفوظ ہوتے ہیں چنانچہ جو تکلیف میں ہے اس پر رحم کرو اور خود ابتلا سے محفوظ رہنے پر اللہ کا شکر ادا کرو'۔

الحمد لله رب العالمين

سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا